لاک ڈاؤن کے دوران دُکانوں کے کرایہ

ملازمین کی تنخواہوں اور گاڑی وغیرہ کی فیس کا حکم!

ادارہ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

موجودہ صورت حال میں جب کہ حکومت کے لاک ڈاؤن کے اعلان کی وجہ سے کاروباری مراکز بند ہیں، دفاتر اور دیگر کاروباری سرگرمیاں معطل ہیں، درج ذیل سوالات دریافت طلب ہیں:

۱:- جو دکانیں یا دفتر وغیرہ کرایہ پر دیے گئے ہیں، موجودہ حالات میں کیا ان کا کرایہ دینا واجب ہے؟ جب کہ کرایہ دار لاک ڈاؤن کے دوران ان کرایہ کی املاک سے فائدہ نہیں حاصل کر پا رہا۔

۲:- جن اداروں، دکانوں، کارخانوں وغیرہ کے ملازمین یا گھریلو ملازمین حاضری سے اور اپنی خدمات فراہم کرنے سے قاصر ہیں، کیا یہ ملازمین اُجرت یا تنخواہ کے حق دار ہیں؟

۳:- اسکول کی وین چلانے والے جن بچوں کو اسکول لاتے لے جاتے رہے، ان سے لاک ڈاؤن کے دنوں کی فیس کا مطالبہ کر سکتے ہیں؟

مستفتی: محمد سعد، کراچی

الجواب حامدًا ومصلیًا

۱:-صورتِ مسئولہ میں کرایہ پر دی ہوئی دکانوں اور دفاتر کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر یہ جگہیں کرایہ دار کے قبضے اور تحویل میں ہیں اور اس نے یہ جگہیں مالک کو واپس نہیں کیں تو مالک اس دکان، مکان اور دفتر کے کرایہ کا حق دار ہوگا اور کرایہ دار شریعت کے قانون کے مطابق کرایہ ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ (۱)

البتہ موجودہ حالات میں مسلمان جہاں بالعموم احسان وتبرع کر رہے ہیں اور اپنے مسلمان

بھائیوں اور دیگر بے روزگار بھائیوں پر خرچ کررہے ہیں، وہاں اپنے ان کرایہ دار بھائیوں کے ساتھ بھی رعایت کا برتاؤ کریں، کرایہ معاف کردیں یا کرایہ میں کمی کردیں، تو یہ ان کا تبرع واحسان ہوگا، ان کے لیے اللہ کے ہاں اجر کا وعدہ ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جب بیچے تو نرم خوئی اختیار کرے، خریدے تو نرم خوئی اختیار کرے، قرض کا مطالبہ کرے تو نرم خوئی اختیار کرے اور قرض کی ادائیگی کرے تو نرم خوئی اختیار کرے۔'' (۲)

۲:- جن اداروں، کارخانوں اور دکانوں کے کارکن یا گھریلو ملازمین لاک ڈاؤن کے دورانیہ میں اپنی خدمات باقاعدہ طور پر انجام نہیں دے سکے، اس میں مالکان وملازمین کی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہے، یہ رکاوٹ ملکی حالات اور سرکاری احکامات کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے، اس لیے شرعاً مالک اور ملازم اپنے طے شدہ اصولوں کے مطابق معاملہ کرنے کے پابند رہیں گے، اس لیے کہ یہ تمام افراد قانونِ شریعت کی اصطلاح میں ''اجیرِ خاص'' کہلاتے ہیں، جن کی طرف سے مفوضہ امور میں کوئی کوتاہی نہ ہو تو وہ اُجرت (تنخواہ) کے مستحق ٹھہرتے ہیں، البتہ یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ جس طرح ملازمین کی تنخواہ کے مسائل ہیں، اسی طرح مالک کی آمدن کی پریشانیاں بھی ایک حقیقت ہے، اس لیے دونوں فریق باہمی مصالحت سے دوطرفہ رعایت پر مبنی صورت طے کرلیں، جس سے مزدور وملازم کا چولہا بھی جلتا رہے اور مالک پر بھی بوجھ نہ پڑے۔ (۳)

۳:- اگر اسکول کی وین چلانے والوں (ڈرائیوروں) کے ساتھ طلبہ کے سرپرست یا اسکول انتظامیہ کا تعطیلات کے متعلق یہ معاہدہ ہوا تھا کہ انہیں تعطیلات کی فیس/تنخواہ نہیں ملے گی تو لاک ڈاؤن کی تعطیلات میں وہ فیس/تنخواہ کے مستحق نہیں ہوں گے اور اگر جانبین میں یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ڈرائیوروں کو تعطیلات کی فیس/تنخواہ ملے گی تو انہیں لاک ڈاؤن کی تعطیلات کی تنخواہ بھی ملے گی۔

اور اگر تعطیلات کے متعلق ان کا کوئی معاہدہ نہیں ہوا اور لاک ڈاؤن کی وجہ سے طلبہ کے سرپرست یا اسکول انتظامیہ نے اسکول وین چلانے والوں کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا وہ ختم کردیا تو وہ فیس/تنخواہ کے مستحق نہیں۔

لیکن اگر تعطیلات کے متعلق ان کا کوئی معاہدہ نہیں ہوا اور لاک ڈاؤن کی وجہ سے طلبہ کے سرپرست یا اسکول انتظامیہ نے اسکول وین چلانے والوں کے ساتھ کیا گیا معاہدہ ختم نہیں کیا تو وین چلانے والے اُجرت (وین فیس) کے مستحق ہوں گے۔

البتہ آج کل جن اسکولوں نے آن لائن تدریس شروع کردی ہے، یہ بظاہر اس بات کا قرینہ

ہے کہ ادارے اور وین ڈرائیور کے درمیان طے شدہ معاہدہ معطل ہو چکا ہے، اس لیے وہاں وین چلانے والے فیس/تنخواہ کے مستحق نہیں ہوں گے۔ (۴)

حوالہ جات

۱:- ''المادة: ۴۷۰: تلزم الأجرة أيضا في الإجارة الصحيحة بالاقتدار على استيفاء المنفعة ..... '' (شرح المجلة لخالد الاتاسی، ج:۲، ص:۵۵۴، ط:رشیدیه، کوئٹه)

''(و) اعلم أن (الأجر لايلزم بالعقد فلايجب تسليمه) به (بل بتعجيله أو شرطه في الإجارة) المنجزة ..... (أو الاستيفاء) للمنفعة (أو تمكنه منه) إلا في ثلاث مذكورة في الأشباه. (قوله أو تمكنه منه) في الهداية: وإذا قبض المستاجر الدار فعليه الأجرة وإن لم يسكن. قال في النهاية: وهٰذه مقيدة بقيود: أحدهما التمكن، فإن منعه المالك أو الأجنبي أو سلم الدار مشغولة بمتاعه لاتجب الأجرة. '' (رد المحتار، ج:۶، ص:۱۱، ط:سعيد)

۲:- ''عن جابر بن عبد اللّٰه رضي الله عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: رحم اللّٰه عبدا سمحًا إذا باع، سمحا إذا اشترى، سمحا إذا اقتضى، سمحا إذا قضى. '' (صحيح ابن حبان، كتاب البيوع، ذكر ترحم اللّٰه جل و علا على المسامح، ج:۱، ص:۲۶۷، ط: مؤسسة الرسالة)

۳:- ''والثاني: وهو الأجير الخاص ويسمى أجير واحد، وهو من يعمل لواحد عملا مؤقتا بالتخصيص، ويستحق الأجر بتسليم نفسه فى المدة. '' (الدر المختار مع الشامي، الإجارة، باب ضمان الأجير، مبحث الأجير الخاص، ج:۶، ص:۶۹، ط:سعيد)

''قال ط: وفيه أنه إذا استؤجر شهرا لرعي الغنم كان خاصا وإن لم يذكر التخصيص، فلعل المراد بالتخصيص أن لايذكر عموما سواء ذكر التخصيص أو أهمله، فإن الخاص يصير مشتركا بذكر التعميم كما يأتي في عبارة الدرر (قوله وإن لم يعمل) أي إذا تمكن من العمل، فلو سلم نفسه ولم يتمكن منه لعذر كمطر ونحوه لا أجر له كما في المعراج عن الذخيرة. ''الأجير الخاص هو من يعمل لمعين عملا مؤقتا، ويكون عقده لمدة ويستحق الأجير بتسليم نفسه في المدة: لان منافعه صارت مستحقة لمن استاجره في مدة العقد. '' (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج:۱، ص:۲۸۸. ملتقى الأبحر على مجمع الأنهر، الإجارة، ج:۳، ص:۵۲۸-۵۴۷، ط:دارالكتب العلمية، بيروت)

''وفيه أيضا: استأجر أجيرا شهرا ليعمل له كذا لايدخل يوم الجمعة للعرف...... الخ. '' (ج:۶، ص:۷۱، ط: رشيديه)

''وهل يأخذ أيام البطالة كعيد ورمضان لم أره وينبغي إلحاقهٗ ببطالة القاضي، واختلفوا فيها، والأصح أنه يأخذ: لأنها للاستراحة، أشباه من قاعدة العادة محكمة. '' (رد المحتار، ج:۴، ص:۳۷۲، ط: سعيد)

۴:- ''الإجارة تنقض بالأعذار عندنا وذٰلک علٰى وجوه إما أن يكون من قبل أحد العاقدين أو من قبل المعقود عليه وإذا تحقق العذر ذكر في بعض الروايات أن الإجارة لا تنقض وفي بعضها تنقض، ومشايخنا وفقوا، فقالوا: إن كانت الإجارة لغرض ولم يبق ذلک الغرض أو كان عذر يمنعه من الجري على موجب العقد شرعا تنتقض الإجارة من غير نقض كما لو استأجر إنسانا لقطع يدهٖ عند وقوع الأكلة أو لقطع السن عند الوجع فبرئت الأكلة وزال الوجع تنتقض الإجارة لأنه لا يمكنه الجري على موجب العقد شرعا، وكل عذر لا يمنع المضي في موجب العقد شرعًا ولكن يلحقه نوع ضرر يحتاج فيه إلى الفسخ. كذا في الذخيرة، وإذا تحقق العذر ومست الحاجة إلى النقض هل يتفرد صاحب العذر بالنقض أو يحتاج إلى القضاء أو الرضاء اختلفت الروايات فيه، والصحيح أن العذر إذا كان ظاهرا يتفرد، وإن كان مشتبها لا يتفرد، كذا في فتاوى قاضي خان. '' (الفتاوى الهندية، كتاب الإجارة، الباب التاسع عشر، ج:۴، ص:۴۵۸، ط: دار الفكر)

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبہ
ابوبکر سعید الرحمٰن	محمد انعام الحق	رفیق احمد	محمد عمران ممتاز

دار الافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ ....